33

قرآن کریم میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق پیشگوئی

(فرمودہ ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۱۶ء)

سورۂ فاتحہ اور مندرجہ ذیل سورہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ [1]

انسان کی ترقی اور کامیابی کے لئے خدا تعالیٰ نے اس قدر سامان پیدا کئے ہیں کہ کوئی شخص ان کی حدبندی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اگر تم اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تمہاری طاقت میں نہیں کہ انکو شمار کر سکو۔[2] پھر فرماتا ہے کہ سمندر اگر سیاہی ہو جائیں اور تمام درخت قلمیں اور ان سے خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو لکھنا شروع کیا جائے تو یہ تمام کے تمام صرف ہو جائیں مگر مَا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ۔[3] اللہ تعالیٰ کے کلمات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے کلمات اس کی تمام پیدا کی ہوئی مخلوق ہے اور وہ تمام انعامات جو اس نے انسان کے نفع اور فائدہ کے لئے پیدا کئے ہیں سب کلمات اللہ ہی ہیں انسان کی کیا طاقت ہے کہ ان کی حدبندی کر سکے اور ان کو شمار میں لا سکے پس جب اس کے انعامات غیر محدود ہیں تو انسان کی ترقی کا میدان کس طرح محدود ہو سکتا ہے وہ بھی غیر محدود ہی ہے اس لئے انسان ترقی بھی غیر محدود ہی کر سکتا ہے لیکن ان کے حصول کے لئے پھر غیر محدود محنت اور مشقت کی ضرورت ہے۔ مثلاً کسی مکان کی بیس سیڑھیاں ہیں تو اس پر چڑھنے کے لئے بیس ہی دفعہ ہر سیڑھی پر گذرنے کے لئے کوشش کرنی پڑے گی۔ تو غیر محدود ترقی حاصل کرنے والے کو غیر محدود محنت اور ان تھک کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کی ترقی کے لئے بڑے سامان پیدا کئے ہیں۔ پھر ان سامانوں کے ساتھ کچھ ایسے موانع بھی ہوتے ہیں جن کے ذریعہ انسان کو چوکس اور ہوشیار کیا جاتا ہے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ تکلیف سے انسان چوکس اور ہوشیار ہوتا ہے اور اس کے برخلاف احت

---

[1] الفلق ۞ [2] النحل: ۱۹ ۞ [3] لقمان: ۲۸

اور آرام سے غافل اور سُست ہوتا ہے اس لئے جتنی تکلیف زیادہ ہو اتنا ہی اس کو زیادہ چوکس رہنا پڑتا ہے اور جتنا اس کو زیادہ آرام حاصل ہو اتنا ہی اس پر زیادہ سُستی اور غفلت طاری ہوتی ہے۔ مثلاً شیر کے سامنے اگر کوئی پڑا ہوا ہو یا کسی اَور خوف وخطر کی جگہ میں ہو تو اُسے نیند نہیں آتی مگر جب ٹھنڈی جگہ، ٹھنڈا پانی اور نرم بستر پر پنکھا جھلنے والے خدام اس کو میسّر آئیں تو بڑی غفلت کی نیند سو جاتا ہے کیونکہ آرام غفلت کا باعث ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر نعمت اِنسان کو غافل کر دیتی ہے مگر اللہ تعالےٰ کے انعامات کے ساتھ کچھ تکالیف بھی ہوتی ہیں جو اس کو چُستی اور ہوشیاری کی طرف لے جاتی ہیں تا وہ انعامات سے راحت اور آرام حاصل کر کے غافل اور سُست نہ ہو جائے۔ جو شخص ان دونوں باتوں کو مدِّنظر نہیں رکھتا وہ ترقی اور کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ انسان کو تکالیف سے یہ یقین ہونا چاہیئے کہ اس کو غفلت سے بچانے اور سُستی سے دُور رکھنے کے لئے ہیں۔ جو اپنے آپ کو ان مشکلات سے بچانا چاہتا ہے وہ غافل اور سُست ہو کر ترقی سے محروم رہ جاتا ہے اور ایسے ہی لوگ ہمیشہ ذلیل اور خوار ہوتے ہیں ورنہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ذلّت اور رُسوائی کے لئے نہیں بلکہ بڑے اِنعامات کے لئے پیدا کیا ہے لیکن اس میں وہی کامیاب ہو سکتا ہے جو مشکلات اور مصائب کو بھی برداشت کرتا ہے اور ان مشکلات اور تکالیف کو انعام کے ساتھ رکھنے کی غرض صرف یہی ہے کہ انسان غافل اور سُست نہ ہو جائے۔ پس کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ نہ تو انسان تکالیف سے گھبرائے اور نہ ہی انعامات سے آرام میں پڑ کر خدا تعالیٰ سے غافل ہو جائے۔

اِس صورت میں خدا تعالیٰ نے ان مشکلات سے بچنے کا ایک طریق بیان کیا ہے۔ فرمایا تمہارے راستے میں بڑی مشکلات ہیں۔ ہر ایک اچھی چیز میں بھی انسان کے لئے کوئی نہ کوئی پہلو ٹھوکر کا ہوتا ہے حتّٰی کہ اللہ کی ذات جو انسان کے حق میں بہت ہی مفید اور بابرکت ہے اور ہمیشہ اس کے لئے فائدہ ہی چاہتی ہے۔ اس میں بھی یہ ٹھوکر کھا جاتا ہے کبھی اس کی صفات کو نہ سمجھنے اور کبھی اس کی قدرتوں اور طاقتوں کے نہ جاننے کے باعث وہ گمراہی اور ضلالت کے گڑھے میں گر جاتا اور راہِ راست سے دُور جا پڑتا ہے۔ یہی کھانا جو انسان کے لئے قوّت اور طاقت کا باعث بلکہ انسانی زندگی کا اِنحصار اسی پر ہوتا ہے۔ جب کوئی اسے حد سے زیادہ اِستعمال کر لیتا ہے تو یہی اس کے لئے نقصان دہ اور ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں سَرادھ ہوتے ہیں۔ سُنا گیا ہے کہ بعض وقت شرطیں لگا لگا کر پنڈت اِتنا کھا جاتے ہیں کہ پیٹ پھٹ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ایک برہمنی کسی خاندان میں بیاہی گئی۔ ایک روز اس کی ساس نے اس کو کہا کہ اپنے سُسر کے لئے بستر بچھا چھوڑو کہ وہ آج سَرادھ کھانے گیا ہے۔ جب کھا کر آتا ہے تو بیٹھ نہیں سکتا۔ یہ سُنکر بہو رونے اور پیٹنے لگی کہ مَیں کن کمینوں کے ہاں بیاہی گئی ہوں ہماری قوم کی تو انہوں نے ناک کاٹ دی۔ ساس نے پوچھا تم کیوں روتی پیٹتی ہو۔ کہنے لگی تمہارے ہاں میرے بیاہے جانے سے تو ہمارے خاندان کی ناک کٹ گئی ہے۔ ہمارے خاندان سے تو جو کوئی سَرادھ کھانے جاتا ہے وہ خود چل کر

گھر نہیں آ سکتا بلکہ چارپائی پر اُٹھا کر اُسے لانا پڑتا ہے اور تم کہتی ہو کہ وہ شزادہ کھا کر آتے ہیں تو بیٹھ نہیں سکتے۔ انہیں تو اتنا کھانا چاہیئے کہ چل کر آ بھی نہ سکیں۔ کھانا عمدہ چیز ہے مگر دیکھو اسکی بد استعمالی نے ایسے لوگوں کو کیسا نکما اور سُست کر دیا۔ اِسی طرح بعض لباس بھی بڑی سُستی اور غفلت کا باعث ہوتے ہیں۔ بعض لوگ تو اِس قسم کا لباس استعمال کرتے ہیں کہ ذراسی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ جو لوگ کالر لگاتے ہیں وضو کرنا ان کے لئے ناقابلِ برداشت تکلیف ہو جاتی ہے۔ انہیں یہی فکر دامنگیر ہوتی ہے کہ کالر کو کہیں گیلی اُنگلی نہ چھو جائے۔ ڈاڑھی کو اچھی طرح دھونا اور خلال کرنا ان کے لئے مصیبت ہوتی ہے اِس لئے اکثر تو ڈاڑھی منڈا ہی دیتے ہیں اور جو رکھتے ہیں وہ بھی بہت چھوٹی۔ اِسی طرح پتلون ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ پتلون پہننے والے کو نماز کی صورت بدلنی ہی پڑتی ہے تاکہ کہیں پتلون میں بل نہ آ جائے۔ اِسی قسم کے لباس انسان کو عیش پسند اور آرام طلب بنا کر سُست اور غافل کر دیتے ہیں۔ پھر پینے کی چیزیں ہیں جو کیا جسمانی اور کیا رُوحانی دونوں رنگ میں انسان کے لئے مُضر ہوتی ہیں۔ یہ اِس لحاظ سے بُری نہیں کہ خدا نے ان کو بُرا بنایا ہے بلکہ ان میں بُرائی جو پیدا ہو گئی ہے تو ان کی بد استعمالی کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے۔

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں ان میں خدا نے یہاں لفظ ہی ایسے رکھے ہیں جو ہر چیز کے شر اور نقصان سے بچنے کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کہ ربّ الفلق کے حضور تم پناہ مانگو کہ وہ ان تمام اشیاء کے بدنتائج سے جو انسان کی سُستی اور غفلت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں تم کو ان سے محفوظ رکھے۔ پھر چونکہ ظلمتیں بھی انسان کے لئے گمراہی کا باعث ہوتی ہیں اِس لئے فرمایا اعوذ بربّ الفلق کہ جب تم ظلمت اور اندھیرے میں پڑ جاؤ تو روشنیوں کا پیدا کرنے والا ربّ ہے اس سے پناہ مانگو تا وہ تم کو ظلمت سے نکال کر روشنی میں لاوے۔ فلق کے معنے پو پھٹنے کا وقت اور تمام مخلوقات کے بھی ہیں۔ تو فرمایا تم تمام مخلوقات کا جو خدا ہے اُس کے حضور پناہ مانگو کہ جو کچھ اس نے پیدا کیا اور اس سے جو بدنتائج پیدا ہو سکتے ہیں ان سے وہ تم کو محفوظ رکھے کیونکہ تمام چیزیں جو اس کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ جب انسان ان کا غلط استعمال کر بیٹھتا ہے تو وہ اس کے لئے مُضر اور نقصان دہ ہو جاتی ہیں اِس لئے تم کو ان کے پیدا کرنے والے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے بہت سے انسان ہیں جو عیاشی میں پڑ کر حد سے گذر جاتے ہیں جب اس کے بدنتائج کا مُنہ دیکھتے اور تکلیف اُٹھاتے ہیں تو پھر بے اختیار خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یورپ کو دیکھو کس قدر ترقی کی۔ اپنے سامانوں اور اپنی ایجادوں پر کس قدر اس کو ناز اور فخر تھا لیکن آج وہی سامان وہی ایجادیں وہی علوم اُس کی ہلاکت کا موجب ہو رہے ہیں۔ ان کو ہر روز یہی فکر لگی رہتی ہے کہ معلوم نہیں سائنس آج کونسا موت کا آلہ ہمارے لئے تیار کرتی ہے۔ پس ثابت ہُوا کہ جس قدر اشیاء پائی جاتی ہیں اگر

اُن سے نفع حاصل ہوتا ہے تو ضرر بھی ان میں ضرور ہے اِس لئے ان کے پیدا کرنے والے کی طرف توجّہ کرنی چاہیئے تاکہ ان کے نقصانات سے محفوظ رہیں آرام کے وقت انسان کم ہی نعمت کی قدر کرتا ہے۔ جب تک آنکھوں میں نور ہے دوسروں کی عیب چینیاں کرتا اور جب بینائی جاتی رہتی ہے تو پھر پشیمان ہوتا اور افسوس کرتا ہے۔ جب تک زبان میں قوتِ ذائقہ ہے کہتا ہے فلاں چیز کا ذائقہ اچھا نہیں فلاں چیز بدمزہ ہے لیکن جب زبان کی وہ قوت ہی جاتی رہتی ہے تو کہتا ہے کاش! معمولی مزہ ہی زبان میں ہو۔

پس ان تمام اشیاء میں جو شرور ہیں ان کو اور جو ان میں تکالیف ہیں ان کو دیکھتے ہوئے ربّ الفلق ہی تمہارا ملجاء و ماویٰ ہونا چاہیئے اور اسی کے حضور پناہ لے کر تم ان مشکلات کے بدنتائج سے بچ سکتے ہو۔ تو فرمایا پناہ مانگو ربّ الفلق یعنے خالقِ اشیاء کے حضور۔ من شرّ ماخلق جو کچھ بھی اس نے پیدا کیا ہے اُس کے شر سے تاکہ جو ان اشیاء کی بد استعمالی کی وجہ سے بدنتائج پیدا ہونے والے ہوں اُن سے وہ تم کو محفوظ رکھے۔ اور پناہ مانگو ربّ الفلق یعنے روشنی کے پیدا کرنے والے کے حضور۔ من شرّ غاسقٍ اذا وقب تمام اندھیروں کے شرور سے اندھیرے وہ ہیں جو انسان اپنی غفلت کے باعث مختلف نامرادیاں اور ناکامیاں دیکھتا ہے اور شرور سے مراد دُکھ اور تکلیفیں ہیں۔ جب انسان صرف انہی اشیاء سے تعلق لگا کر یہ سب مصائب دیکھتا اور دُکھ اُٹھاتا ہے تو مجبور ہو کر اس کو خدا کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے۔

میرے نزدیک اِس سورۃ میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی پیشگوئی کی گئی ہے اور یہ وہی وقت ہے جس کا اس میں ذکر کیا گیا ہے کیونکہ آج ہی وہ زمانہ آیا ہے جس میں ہر قسم کے شر اور اندھیرے رونما ہوئے ہیں۔ فساد کی کوئی حد نہیں حَسد نے دِلوں کو کھا لیا ہے۔ بغاوت نے راحت و آرام کھو دیا ہے۔ ان سب امور کی بدانجامیوں سے بچنے کے لئے جو لوگوں کی بد استعمالیوں کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں صرف یہی صورت ہے کہ تم خدا کی طرف دوڑو۔ اور یہ فساد اِسی لئے اُٹھے ہیں کہ تا تم اس کی طرف جھکو۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ان نقصانات کو دیکھ کر بے اختیار اس وقت کہہ اُٹھیں گے کہ ہم تیری ہی پناہ میں آتے ہیں جس قدر ہم ان اشیاء کی طرف جُھکے اسی قدر تجھ سے دُور ہوئے۔ اب ان سے نقصان اُٹھا کر پھر تیری طرف ہم متوجہ ہوتے ہیں تُو ہماری دستگیری فرما۔

مَیں سمجھتا ہوں مسلمانوں کے لئے یہ سورۃ بڑی قابلِ توجہ ہے۔ ان کا نور کو چھوڑ کر ظلمت کی طرف جانا پھر آپس میں حَسد، بُغض اور عداوت ایک دوسرے کے خلاف منصوبے کرنا یہی ہمیشہ ان کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔ حضرت صاحب بارہا ان کو ان الفاظ سے مخاطب کرتے

کہ دیکھو تمام اشیاء تمہارے لئے ہلاکت کا باعث ہو رہی ہیں۔ طاعون نے تمہاری زندگیاں تلخ کر دی ہیں۔ قحط سالی نے تمہاری آنکھوں کے آگے دُنیا اندھیر کر دی ہے۔ تم جس طریق سے عزت چاہتے ہو اس سے تمہارے لئے ذلت کا سامنا ہوتا ہے۔ تم چاہتے ہو عروج ہو اور ہوتا زوال ہے غرض جو اسباب بھی تم استعمال میں لاتے ہو تمہارے خلاف ہی نتائج پیدا کرتے ہیں تو پھر تم اب بھی کیوں نہیں خدا کی طرف رجوع کرتے مگر مسلمانوں کی طرف سے یہی جواب ملتا رہا قحط اور بیماریاں ہمیشہ ہوتی آئی ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں۔ معلوم ہوتا ہے ان کی قسمت میں ابھی اور بہت کچھ مصائب لکھے ہیں۔ جب تک وہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لیں خدا کی طرف رجوع نہیں لائیں گے۔

میں نے ایک ٹریکٹ بنگال میں تقسیم کرنے کے لئے شائع کیا تھا۔ ایک شخص نے اسے پڑھ کر مجھے خط لکھا کہ تم جو اس بات پر زور دیتے ہو کہ مہدی آگیا، مسیح آگیا۔ مہدی کس طرح آسکتا ہے جبکہ ابھی ایک حکومت مسلمانوں کی باقی ہے۔ چند ہی روز گذرے کہ ترک بھی شریکِ جنگ ہو گئے اور خدا نے کہا کہ یہ برائے نام حکومت اور تھوڑی سی نعمت بھی جو تم رکھنا نہیں چاہتے وہ بھی ہم چھین لیتے ہیں۔ اب تک بہت سا علاقہ ان کے قبضہ سے نکل چکا ہے۔ اگر بفرضِ محال جنگ کے خاتمہ تک وہ بچ بھی رہے تو کیا طاقت باقی رہے گی۔ نہ ہونے کے برابر ہو گی۔

ہماری جماعت اِس لحاظ سے تو ترقی پر ہے کہ دُنیا کی محبت سے ان کے دل سرد ہیں مگر اس سورۃ کے پچھلے حصّے سے مجھے خوف آتا ہے کہ ابھی تک یہ بات ان میں پیدا نہیں ہوئی۔ حسد اور عداوت ذرا ذرا سی باتوں پر لڑائیاں اور جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ نفّٰثٰت کے معنے چُپکے سے کانوں میں کچھ پھُونک دینا۔ نفّٰثٰت فی العقد وہ لوگ ہیں جو چپکے چپکے ایک دوسرے کے کان میں کچھ کہہ کہلا کر تعلقات اور دوستیاں توڑوا دیتے ہیں اور بجائے دوست کے ایک دوسرے کا دشمن بنا دیتے ہیں۔ سچّی دوستی اور محبت دُنیا میں ہی مفید نہیں ہوتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دُنیا میں سچّی دوستی اور محبت کرنے والے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ تو فرمایا ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے بھی تم اللہ ہی کے حضور پناہ مانگو۔

ہماری جماعت کو اِس بات کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو تمام اشیاء کے بد نتائج سے محفوظ رکھے اور ہم کو ہر قسم کے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف راہنمائی کرے اور کوئی شخص ہم میں دوستیوں اور محبتوں کو قطع کرنے والا نہ ہو اور ایک دوسرے کی ترقی کو دیکھ کر ہمارے دل میں حسد پیدا نہ ہو بلکہ ہم خوش ہوں کہ ہمارے بھائی کو خدا نے یہ ترقی دی ہے۔

(الفضل ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء)